مُغلوں کا تعلق گجرات سے

جناب ہدایت الرحمٰن صاحب محسنی ایم اے

(٣)

نگ زیب | جو خصوصیت گجرات سے اورنگ زیب کو حاصل ہے کسی دوسرے مغل بادشاہ کو نہیں ہے نکہ اس کی پیدائش بھی اسی خطۂ ملک سے متعلق ہے۔ جہانگیر گجرات سے اُجین کی طرف چلا جارہا ہے، شاہی ک واحتشام کے ساتھ منزلیں طے کی جارہی ہیں۔ جب شاہی جلوس شمالی علاقہ میں ضلع پنچ محل ے ہوکر گذر رہا تھا تو دوہد کے مقام پر پڑاؤ کرنے کے لیے خیمے نصب کیے گئے اور اس جگہ ۳۔ نومبر ۱۶۱۸ء سنہ غلوں کا سب سے بڑا فاتح، مدبر شہنشاہ، اورنگ زیب تولد ہوا۔ انگریز مورخ مسٹر اروِن نے اس مخصوص ں پیدائش سے متاثر ہوکر لکھا ہے۔

"عجیب مقدرات ہیں کہ اورنگ زیب سفری خیمہ میں پیدا ہوتا ہے۔ زندگی بھر سفر کی حالت میں گذارتا ہے اور آخر کار دکن کے سفری خیمہ میں جان دے دیتا ہے۔"

جہانگیر کو اس شاہی تولد سے بیحد خوشی ہوئی تھی جس کا اظہار وہ اپنے روزنامچہ میں بدین الفاظ کرتا :۔ اتوار کے دن شام کے وقت، الٰہی مہینہ کی بارہویں تاریخ کو ہمارے تیرہویں سنہ جلوس میں خدائے وکریم نے ہمارے خوش بخت بیٹے شاہجہاں کو آصف خان کی لڑکی سے ایک گوہرِ بے بہا فرزند عطا یا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ نومولود بچہ سعید اور بھاگوان پسر اور سلطنت مغلیہ کے دوام کا باعث ہوگا" دوہد جانے والے لوگ ایک مسجد کے احاطہ میں سربلند گنبدی عمارت دیکھتے ہیں، جو اورنگ زیب کا

مقام پیدائش ہے۔ دکن کے طول معرکوں کے گوناگوں مصائب کے بعد ۸۶ سال کی عمر میں اورنگزیب کے دل میں ایک مرتبہ اپنی پیدائشی جگہ کی یاد پیدا ہوئی جس کا اُس نے شاہزادہ محمد معظم کے خط میں جو اُس وقت گجرات کا گورنر تھا اس طرح پر اظہار کیا ہے۔

"فرزند عالی مرتبت۔ دوہد کا قصبہ جو گجرات کی ایک گمنام جگہ ہے، اس عاصی کی پیدائش کا مقام ہے۔ خیال رکھنا کہ اس قصبہ کے باشندوں کو کبھی کوئی گزند نہ پہنچے۔ وہاں کے بوڑھے اور درماندہ فوجدار کو اُس کے منصب پر برقرار رکھنا۔ اس کے بارہ میں ان تمام افواہوں کو گوش گذار نہ کرنا جو خود غرضی کی بیماری میں مبتلا لوگ تمہارے کانوں تک پہنچائینگے، بیشک ان کے دلوں میں حسد اور بغض کی بیماری جاں گزین ہو چکی ہے اور اللہ ان کی تکلیفوں میں اضافہ کرتا ہے"

۱۶۴۵ء کے اوائل میں شاہزادہ اورنگ زیب گجرات کا گورنر مقرر ہوا۔ اس چند سالہ قیام گجرات میں اس نے انتظامی معاملات میں بڑی تندہی سے دلچسپی لی اور مقامی حالات سے کماحقہ، واقفیت پہنچائی۔ اگر بعد کے زمانہ میں دکن کی مہمات اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے ساتھ اس کے خاص گجراتی خیال کو ایک ہی طرف مرکوز نہ کر دیتیں تو یقیناً اورنگ زیب تمام تر توجہ گجرات کی تاریخی اہمیت اور مرہٹوں و نیز بیرونی طاقتوں کے محورِ عمل کی طرف صرف کرتا اور ہندوستان کی تاریخ آج سے بہت مختلف ہوتی۔

قدیم سیاحوں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کے عہد میں گجرات کے بندر اور بڑے بڑے شہر دولت اور تجارت کی فراوانی کی بنا پر دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہے تھے۔ آبادی اور مکانات کے لحاظ سے سورت اور احمد آباد بڑے گنجان شہر تھے۔ موسم سرما میں سیاحوں اور کاروباری لوگوں کا اس قدر اجتماع ہو جاتا تھا کہ رہائش کے لیے مکانات کی قلت تکلیف دہ

جاتی تھی۔

سورت، گولکنڈہ، آگرہ، دہلی اور لاہور کے درمیان بڑے بڑے قافلے سفر کرتے تھے۔ مالابار کے ساحل سے گجرات کے بندرگاہ پر آنے والے جہازوں کی تعداد کافی سے زیادہ تھی۔ یورپ کے علاوہ عرب، خلیج فارس، لنکا اور سماترا سے آنے والے تاجروں اور مسافروں کا تانا بندھا رہتا تھا۔ سورت میں ریشم اور روئی کی تجارت کو بہت فروغ حاصل تھا۔ سورت ڈچ کمپنیوں کی تجارت کے کارخانوں کا مرکز تھا۔ فرانسیسی بھی یہاں کافی تعداد میں تجارت کرتے تھے۔

اورنگ زیب کے زمانہ میں اور اس کے ماقبل گجرات سے تقریباً دو کروڑ کا مالیانہ وصول ہوتا تھا۔ کھمبایت، بھڑوچ، اور سورت کے بندرگاہوں کی وسیع تجارت سے محصولات کی آمدنی دن دونی بڑھ رہی تھی۔ سورت کے بندرگاہ کی ایک اور اہمیت یہ تھی کہ یہاں سے ہر سال مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوتی تھی۔ حجّاج کی آمد و رفت کے لیے اورنگ زیب نے خاص سہولتوں کا انتظام کیا تھا۔

جہاں گجرات کو اورنگ زیب کے دورِ حکومت میں انتہائی فروغ نصیب ہوا، وہاں مرہٹوں کے حملوں کی ابتدا بھی جو آگے چل کر ایک زبردست حریف عصر ثابت ہوئے اسی زمانہ کی یادگار ہے۔ مرہٹوں کا سب سے پہلا حملہ ۱۶۶۴ء میں ہوا۔ شیواجی اپنی مسلح فوج کر یکبارگی سورت پر ٹوٹ پڑا اور تین روز تک برابر شہر کی لوٹ مار کرتا رہا۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس تین روز کے عرصہ میں اس نے ایک کروڑ روپیے کے بقدر سونا جمع کیا ہوگا۔ تاہم مرہٹے ڈاکوؤں کی طرح لوٹ مار تو کر سکے مگر مغلوں کی عسکریت کے رعب کے سامنے کہیں پیر نہ جما سکتے تھے۔ اگرچہ مرہٹوں کی مار دھاڑ کے یہ حملے اس کے بعد تقریباً ہر دوسرے سال ہوتے رہے۔ مگر ہر بار یہ وقتی مصیبت ابر باراں کی طرح آتی اور ہوا بن کر اڑ جاتی تھی بجز کچھ نامساعد قصوں اور قدرے قلیل مالی نقصان کے عوام کی زندگی میں حملوں کے

مذموم اثرات کا عشر عشیر بھی باقی نہ رہتا تھا۔

ان حملوں میں ڈچ اور انگریز اپنے تجارتی مرکزوں کی جانکاہی سے حفاظت کرتے تھے۔ ان کی وجہ سے شہر کا کچھ حصہ وقتی تباہی سے بچا رہتا تھا۔ شمالی گجرات پر کولوں اور راجپوتوں کے حملے شاہجہاں کے عہد سے گاہ گاہ ہوتے رہتے تھے۔ ۱۶۳۱ء سے ۱۶۹۸ء تک چار مرتبہ قحط سالی نے بھی پوری شدت سے حملے کیے، مگر گجرات کی اندرونی تنظیم اور امن وامان میں فرق نہ آنے پایا۔ ہر مرتبہ ریاست کے ذرائع کو بے دریغ کام میں لاکر مصائب پر قابو پالیا جاتا تھا۔ غرض اورنگ زیب کی وفات تک گجرات کے صوبہ داروں کا انتظام اور مغلوں کا اعلیٰ معیار حکومت امنِ عامہ اور رعایا کی خوش حالی کا پوری طرح ضامن بنا رہا۔

گجرات کی صنعت وحرفت اور تجارت کے متعلق تاریخ ہمارے سامنے جو کچھ بصیرت افروز معلومات پیش کرسکی ہے وہ مغلوں کے دور میں ہر قسم کے مدارجِ ترقی کی شاہد ہیں۔ کمپنی کے کاغذات اور دوسرے ضمنی ذرائع معلومات اس حقیقت پر سب متفق ہیں کہ اہلِ گجرات نے خوشحالی کا جو زمانہ سترہویں صدی عیسوی میں گذارا ہے وہ اس سے پہلے کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ اس ملکی بہبودی کا راز تین معاصر اثرات میں پوشیدہ ہے۔ اولاً ریاست کا اعلیٰ انتظام، دوسرے بیرونی تجارت، تیسرے مقامی صنعت۔ اس میں شک نہیں کیا جاسکتا کہ یورپین اقوام کی وجہ سے تجارت اور صنعت، دونوں کو بہت امداد واعانت حاصل ہوئی۔ ہندوستان کی خام اشیاء کے ساتھ بیرونی ممالک میں گجرات کی مصنوعات کی مانگ بہت بڑھ گئی تھی جس کی وجہ سے احمد آباد، بڑودہ، بڑوچ، کھمبائت اور سورت نے جن کا صنعت وحرفت سے خاص تعلق تھا۔ بہت کافی فائدہ اٹھایا ہے۔ اس موقع پر گجرات کی چند صنعتوں کا تذکرہ عین دلچسپی ہوگا۔

تجارتی برآمد میں سب سے بڑا حصہ سوتی کپڑے کا تھا جس کی انواع واقسام گجرات کے مختلف

شہروں میں بنائی جاتی ہیں۔ سوتی کپڑے کی مخصوص اقسام کے لیے بڑوچ کو خاص درجہ حاصل ہے۔ ٹیورنیر نے اپنی تصنیف "سیاحتِ ہند" میں لکھا ہے کہ "نربدا کے کنارے بڑوچ کے مقام پر سوتی کپڑے کی صفائی کا کام بہت اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے۔ تمام اطراف ہندوستان کو کپڑا اصاف کرنے کا جو طریقہ معلوم ہے وہ اور کسی کو نہیں معلوم" اس بیان کی تصدیق سورت کے کارخانہ کے ایک افسر کے خط سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ۱۶۳۹ء میں کمپنی کے نام لکھا ہے۔

احمد آباد کے قریب ایک گاؤں میں نیل سازی کا کام بڑے درجہ پر ہوتا تھا۔ نیل سازی کے لیے اس گاؤں کے مقابلہ میں اگر ہندوستان میں کوئی دوسری جگہ تھی تو وہ صرف آگرہ کے قریب بیانہ کی مقام تھا۔ نیل اُس زمانہ کی اشیاء برآمد میں خاص درجہ رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے تاجروں نے خود بھی نیل بنانے کی کوشش کی تھی۔ احمد آباد کے ایک کارخانہ میں اس کا خاص انتظام کیا گیا لیکن کافی سعی کے بعد ان کو یہ جہد ترک کردینا پڑی۔ کیونکہ نیل کی تیاری میں ان کی لاگت اُس سے کہیں زیادہ ہوجاتی تھی جس قیمت پر وہ دیسی نیل خرید سکتے تھے۔

یورپ گجرات سے کچھ معدنی چیزیں بھی خریدتا تھا جن میں سہاگا اور شورہ بہت زیادہ مقدار میں ہوتا تھا۔ شورہ کی زیادہ ضرورت خاص طور پر انگریزوں کو تھی، کیونکہ وہ ڈچ قوم کے خلاف جنگ جاری رکھنے کے لیے اس سے بارود بناتے تھے۔ ۱۶۴۵ء میں جب شاہزادہ اورنگ زیب گجرات کا گورنر ہوا تو شورہ کی برآمد کو بند کرنے کے واسطے اس کی فروخت پر بہت سی پابندیاں عائد کردی گئیں۔ اس سے انگریزوں کو خلاف توقع نقصان ہوا۔ چنانچہ کمپنی کے افسران نے اس سلسلہ میں بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ وہ ان احکامات کو اورنگ زیب کے مذہبی تعصب سے منسوب کرتے ہیں۔ ایک افسر اپنے خط میں لکھتا ہے۔ "ہم کو شورہ حاصل کرنے میں بڑی دقتیں درپیش ہیں شکّی اور اوہام پرست شاہزادہ نے شورہ کی برآمد قانونا ممنوع قرار دیدی ہے۔ کیونکہ اس کا خیال ہے کہ شاید یہ شورہ مراکشی مسلمانوں کے

خلاف جنگ میں استعمال کیا جائیگا۔ دراصل انگریز افسروں کا یہ کہنا کہ اورنگ زیب نے ایسے بعید از قیاس احتمال کو سامنے رکھ کر شورہ کی برآمدگی کو ممنوع قرار دیا ہوگا قطعی ناقابلِ تسلیم ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر صحیح صورتِ حال کے بیان کرنے سے اغماض کرتے ہیں۔ کیونکہ واقعہ یہ تھا کہ اورنگ زیب اور مغلیہ حکومت کے چند مخصوص مدبر یورپین اقوام کی ہندوستان میں موجودگی کے لیے خاص محدودات کو بہت ضروری سمجھتے تھے۔ وہ یہ پسند نہ کرتے تھے کہ بیرونی لوگ ہندوستان کی تمام پیدائش مخصوصات سے اس حد تک متمتع ہوتے رہیں کہ یہ چیز خود ہندوستان کے لیے مضرت کا باعث بن جائے۔

مغلیہ دربار اچھی طرح جانتا تھا کہ جنگی ضروریات میں کام آنیوالی معدنیات دوسروں کے ہاتھ میں پہنچ کر خود ہندوستان کے خلاف استعمال کیجا سکتی ہیں۔ پھر زیادہ مقدار میں برآمدِ اشیاء سے ملک کی اپنی ضروریات بھی تشنہ رہجاتی ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ شورہ کی برآمد کو بڑھتا دیکھ کر اورنگ زیب نے خطرہ محسوس کیا اور اس کی فروخت بیرونی لوگوں کے ہاتھ ممنوع قرار دیدی۔

مغلوں کا انحطاط گجرات میں مغلوں کا زوال ۱۷۰۵ء سے شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سال مرہٹوں نے دریائے نربدا کو پار کر کے سورت پر زبردست حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد ۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب نے آنکھ بند کرلی اور ملک کا نظام خراب ہونا شروع ہوگیا۔ ۱۷۱۱ء سے مرہٹوں کے گجرات پر حملے ہر سال اور شدید تر ہونے لگے، اور یکے بعد دیگرے انہوں نے کامیابی کے ساتھ ۱۷۱۹ء سونگاؤ، ۱۷۲۳ء میں چمپانیر اور ۱۷۳۴ء میں بڑودہ کے مقامات پر پوری طرح تسلط جما لیا۔ مغلوں کا رہا سہا اقتدار ان کے گورنر سربلند خاں (۱۷۲۳ء تا ۱۷۳۴ء) گورنر گجرات کے زمانہ میں بالکل جاتا رہا۔ اس نے مرہٹوں سے مغلوب ہوکر غیر مفتوحہ علاقوں میں بھی چوتھ، سردیش مکھی، اور مالیانہ میں انکی شرکت کا استحقاق تسلیم کرلیا۔

اگرچہ ۱۷۴۸ء تک گجرات کے گورنر برابر دہلی کے دربار سے مقرر کیے جاتے رہے۔ مگر صوبہ

ں بدامنی اور ابتری پھیل چکی تھی۔ آئے دن پیشوا اور گیکواڑ کی فوجیں، جودھپور کے راجاؤں کے لشکر، نظام الملک کے گماشتے اور بابیوں و نیز دیگر مقامی رؤسا کے دستے ملک میں غدر مچاتے رہتے تھے۔ ونا گڈھ، بالاسینور اور پالن پور وغیرہم ریاستیں اسی وقت سے بابیوں کے زیر نگیں چلی آتی ہیں۔

۱۷۳۷ء میں گیکواڑ کو صوبۂ گجرات کے مالیانہ کا شریک تسلیم کرلیا گیا۔ سورت کا گورنر خود مختار ہوگیا اور اس کے منصب خود اختیاری کے بہت سے حریف پیدا ہوگئے جو سورت پر قبضہ کرنے کے لیے بار بار کشت و خون کا بازار گرم کرتے رہتے تھے۔ گجرات میں مغلوں کی شہنشاہیت کا سالہا سال تک چرچا رہنے کے بعد اس طرح ان کے آخری اقتدار کا بھی خاتمہ ہوگیا۔